ڈاکٹر صوفیہ یوسف*

حجاب کا ناول پاگل خانہ اور ماحولیاتی تنقید

Abstract: *Hijab Imtiaz is known as one of the finest Urdu writers. She was upset by the impact of nuclear & chemical weapons on human beings and natural life. So after research she wrote her Novel Pagal Khana (Mad House).*

If we go through the current scenario of our world, we come to know that it faces the environmental problems because of rapid growth of weapon industries and urbanization. The use of these weapons in different parts of the world severely affects human beings and Mother Nature.

This paper unfolds the sensitivety of Urdu female fiction writer Hijab Imtiaz towards ecology and gives an Eco-critical study of Novel Pagal Khana (Mad House).

دوسری عالم گیر جنگ (1939-1945) کے دوران ہیروشیما اور ناگا ساقی پر ایٹم بم کے استعمال نے لاکھوں انسانوں کو پلک جھپکتے ہی موت کی نیند سلا دیا۔ کروڑوں زندہ انسانوں کو سسکتے ہوئے زندگی گذارنے پر مجبور کیا۔ آج بھی اس بم کی تابکاری کے اثرات کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اس سب کے باوجود طاقت کی حوس کے شکار انسان نے 1962 میں Neutron Bomb کا کامیاب تجربہ کیا لاکھوں اقسام کے مہلک ہتھیار تیار کیے۔ ایٹم بم کی Second Generation کے طور پر Hydrogen Bomb تیار کیا۔ اس پس منظر اور پیش منظر میں ماحولیاتی تنقید نے آنکھ کھلی۔

Ecocriticism یا ماحولیاتی تنقید کی اصطلاح کو ادبی دنیا میں وارد ہوئے ابھی نصف صدی سے بھی کم عرصہ ہوا ہے۔ اس تنقید کا میدان وسیع ہے یہ فطرت کی عکاسی کرتی تحریروں، رومانی شاعری، جانوروں کی کہانیوں، عمارت کاری، سائنسی بیانیہ غرض ہر طرح کے متن کو زیر بحث لاتی ہے۔ ماحولیاتی تنقید تمام شعبہ ہائے علوم کے علمی نظریات اور طریقہ کار کو مستعار لیتے ہوئے اپنا موضوع بحث بناتی ہے Cheryll Glot felty ماحولیاتی تنقید کی وصف یوں بیاں کرتی ہیں: ۔

> "Ecocriticism is the study of the relationship between literature and the physical environment" (1)

جبکہ Simon Estok کا خیال ہے کہ ماحولیاتی تنقید کا کام مطالعہ فطرت یا ادب میں فطرت کی عکاسی کے مطالعے سے کہیں زیادہ ہے وہ ماحولیاتی تنقید کے منصب کو یوں واضح کرتے ہیں:۔

* ایسوسی ایٹ پروفیسر و چیئرپرسن شعبہ اردو، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور، سندھ، پاکستان۔

"It is a theory that is committed to effecting change by analyzing the function: thematic, artistic, social, historical ideological, theoretical or otherwise of Natural environment or aspects of it, represented in documents (literary or other) that contribute to material Practices in material worlds" (2)

ماحولیاتی نقاد انسانی تصور، تہذیبی ارتقا اور اس کرۂ ارض پر موجود ہر شے کے درمیان تعلق کا مطالعہ کرنے کے ساتھ اس امر کی کھوج بھی لگانے کی کوشش کرتا ہے کہ کیا انسان کو اس ماحولیاتی توازن کی اہمیت کا ادراک ہے؟ اور اسے اگر ہے تو وہ اس Ecobalance کو کس حد تک اہمیت دیتا ہے۔ کلچر اور ادب میں ماحولیاتی چیلنجز کی عکاسی کسی طرح کی جارہی ہے۔

ابتدا سے ہی فطرت اور انسانی معاشرت کے عوامل جیسے کلچر اور ادب میں قریبی تعلق رہا ہے۔ جیسے جیسے انسان نے ارتقا کی منازل طے کیں تو اس کی تہذیبی اور ادبی Approach اور طرز معاشرت بھی بدلتی چلی گئیں۔ ترقی کے زعم میں انسان کو یہ یاد ہی نہیں کہ زمین پر خوب صورت زندگی کی ضمانت Ecobalance ہے۔ جسے وہ مسلسل تباہ کرتا جارہا ہے اور یہ تباہی ایک دن نسل انسانی کے خاتمے کا سبب بنے گی۔ ماحولیاتی نقاد صرف ادب اور کلچر پر ہی focus نہیں رکھتا بلکہ وہ توازن برقرار رکھنے کے لئے تمام شعبہ علوم (تاریخ، معاشیات، سیاسیات، فلسفہ، اخلاقیات اور نفسیات وغیرہ) پر بھی نظر رکھتا ہے کیوں کہ یہ علوم انسانی عادات واطوار کو سمجھنے میں معاون ہیں۔ ماحولیاتی تنقید کی اصطلاح پہلی مرتبہ 1978 میں William Rueckert نے اپنے مضمون Literature & Ecology میں استعمال کی حالانکہ ماحولیاتی تنقید 1962 میں تحریک کی صورت اختیار کر چکی تھی۔

ماحولیاتی فلسفوں کا ماننا ہے کہ مغرب میں جب کلچر اور نیچر کو الگ کیا گیا تو یہ وہ نقطہ تھا جہاں سے ماحولیاتی مسائل کا آغاز ہوا۔ مثال کے طور پر "جب ہیرو کی اخلاقی جدوجہد کو اس کی Biological زندگی پر برتری دی گئی" یہ وہ مقام ہے جہاں کلچر کو نیچر پر فوقیت دی گئی جبکہ اعلیٰ ترین ماحولیاتی قدر "محبت کو جنگ پر برتری دینا ہے"۔ (زندگی ہر شے سے مقدم ہے)۔

80 کے عشرے میں ادبی اور ماحولیاتی اسکالرز نے اجتماعی طور پر Ecocriticism پر کام شروع کیا اور اس طرح اس نے ایک Genre کے طور پر دنیائے ادب میں اپنی جگہ بنائی۔ دور حاضر کے ماحولیاتی مسائل کی وجہ سے Ecocriticism کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔

آج انسان کے لئے موسمیاتی تبدیلیاں، جنگلات کی بڑے پیمانے پر کٹائی۔ کارخانوں سے نکلتا زہریلا دھواں اور زہریلا پانی (جسے Treatment کے بغیر دریاؤں اور سمندروں میں ڈالا جارہا ہے جو آبی حیات کے لئے خطرہ ہے) زرعی ادویات کا بے دریغ استعمال اور ان کے نقصانات ایک طرف تو دوسری طرف اسلحہ ساز صنعتوں کا پھیلاؤ، مہلک ہتھیاروں کی تیاری مسلسل خطرہ بنی ہوئی ہے۔ مشرقِ بعید،

مشرق وسطیٰ، افریقہ، افغانستان کی صورت حال، بھارت کا حد سے بڑھتا ہوا جنگی جنون، شمالی کوریا کی اسلحہ کی دوڑ میں سبقت لے جانے کی کوشش، ریاستی اور غیر ریاستی شدت پسندی، دنیا کے سیاسی منظر نامے پر دائیں بازو کے نظریات کے حامل قوتوں کا قبضہ وغیرہ ایسے چیلنجز ہیں جن کی موجودگی نے Ecocriticism کی اہمیت کو دوچند کر دیا ہے۔

اردو شعر و ادب میں فطرت کی پیش کش تو آغاز سے ہی ملتی ہے لیکن فطرت / نیچر کو درپیش مسائل اور اس کی سنگینی کو توجہ طلب نہ سمجھا گیا۔ ایٹم بم کے استعمال سے ہونے والی تباہ کاری کا ذکر تو کہیں کہیں ملتا ہے لیکن اس کی ہولناکی کا احساس موجود نہیں (اس کی وجہ شاید تقسیم ہند اور اس کے بعد پیدا ہونے والا انسانی المیہ بھی ہو سکتا ہے ادبا کے تمام تر توجہ ملکی مسائل کی طرف رہی) اردو ادب کے لکھاریوں سے شکوہ اس لئے بھی مناسب نہ ہو گا کہ مجموعی طور پر انسانی رویوں میں جنگوں کے نتیجے میں ہونے والی تباہ کاریوں پر افسوس اور درد مندی، اور جنگ سے نفرت کا جذبہ نظر نہیں آتا ان جنگوں کے خلاف کمزور مخالفت موجود ہے۔ ساتھ ہی ان کے حق میں زور دار دلائل بھی دے جاتے ہیں۔ (مثال کے طور پر جاپان کے شہروں پر Atomic bomb کے حملہ کے بعد امریکن صدر ٹرومین کا ریڈیائی خطاب بے حسی کا منہ بولتا ثبوت ہے)۔

ایٹم بم کے استعمال کے بعد ندامت کا احساس تک ان بڑی طاقتوں اور ان کے حواریوں کے رویوں میں موجود نہیں تھا بلکہ 1962/63 میں Neutron Bomb کے کامیاب تجربے کے بعد اس کے خالق Samuel T. Cohen نے ایک انٹرویو میں کہا کہ:-

"اس تباہی سے میرا کیا تعلق؟ میں دنیا کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتا۔۔۔ لوگ مرتے ہیں تو مریں میں خود تو زندہ ہوں اور میں اپنا فرض ادا کر تا رہوں گا"۔(3)

یہ وہ رویہ (Mindset) ہے جو موحولیاتی مسائل کا سبب اور ان کے حل کی راہ میں حائل ہے۔ اس پس منظر میں حجاب کا ناول "پاگل خانہ" (1988) میں شائع ہوا۔ حجاب کا شمار رومانی رجحان کے نمائندہ قلم کاروں میں ہوتا ہے۔ اُردو ادب کی خواتین لکھاریوں میں حجاب کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انھوں نے رومان، نفسیات اور Horror کو اپنے ناولوں اور افسانوں کو موضوع بنایا۔ سجاد حیدر یلدرم حجاب کے فن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:-

"حجاب کے تخیل نے ایک نئی دنیا خلق کی ہے۔۔۔ ان کے افسانے محض عورتوں اور لڑکیوں کے لیے نہیں ہوتے وہ سب کے لیے ہیں۔۔۔ ان کی لطیف تحریر یہ بتاتی رہتی ہے کہ یہ ایک ذکی الحس خاتون کے "خامہ عنبر شامہ" کی تحریر ہے۔ ان کے ہاں وضاحت ہے عُریانی نہیں شوخی ہے بے باکی نہیں۔" (4)

ناول "پاگل خانہ" موحولیاتی مسائل اور جنگ میں استعمال کیے جانے والے جدید ترین اسلحہ کی تابکاریوں سے متعلق اردو ادب میں اپنی نوعیت کا پہلا ناول ہے یہ ایک احساس دل رکھنے والے انسان اور دھرتی ماں سے محبت کرنے والی لڑکی کا سفر نامہ ہے جو دنیا میں امن اور سکون کی متلاشی ہے۔ لیکن اُسے "امن کہیں نظر نہیں آتا پوری دنیا ایک کرب کے عالم میں دکھائی دیتی ہے"(5)۔ ناول کا نام "پاگل خانہ" رکھنے کی توضیح مصنفہ یہ دیتی ہیں کہ:۔

"اس کتاب کا نام پاگل خانہ ہے سوچ کر رکھا اور اس میں جو کچھ لکھا یہ محض میرے ذہنی اختراعات یا شاعرانہ تصورات کا نتیجہ نہیں بلکہ میری اور آپ کی بدقسمتی سے ٹھوس اور عبرتناک حقائق کا نچوڑ اور سخت محنت اور گہری تحقیقات کا نتیجہ ہے"(6)

حجاب کے لطیف شاعرانہ اسلوب نے موضوع کی گھمبیریت کے باوجود ناول کی فضا کو بوجھل نہیں ہونے دیا۔ ناول کی کہانی تین بنیادی کرداروں(روحی، ڈاکٹر گار، شوشوئی) کے ذریعے آگے بڑھتی ہے۔ ناول کا انتساب ان افراد کے نام ہے جو امن کے حق میں ایٹمی ہتھیاروں اور زہریلے خفیہ دھماکوں کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں۔

"دیباچہ دل" کے عنوان سے مصنفہ کی تحریر موضوع سے متعلق ان کی تحقیق، خلوص دل اور جذبے کی سچائی کا آئینہ دار ہے۔

یہ ناول نہایت احساس اور اہم موضوع پر لکھا گیا ہے۔ مصنفہ نے اپنے موضوع سے مکمل انصاف اور کسی موڑ پر بھی موضوع پر اپنی گرفت کمزور پڑنے نہیں دی وہ قاری کی دل چسپی کا خیال رکھتی ہیں۔ ناول سے چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے:۔

"انسان اس کے فلسفے اس کے نظریات، اس کی جبلتیں ایک زمانہ تھا کہ اہمیت رکھتی تھیں مگر آج کے سائنسی، تجربات اور ایٹمی دور میں یہ ساری چیزیں اپنی اہمیت کھو چکی ہیں۔ آج کے دور میں سب سے اہم مسئلہ دنیا کے تباہ ہونے کا ہے۔ آج کے آدمی کو اپنی اس دنیا کے تباہ ہونے کا اندیشہ ستا رہا ہے۔ کیا معلوم یہ زمین اپنے مدار سے کب باہر نکل جائے"(7)

"آج کی دنیا میں نہ امن ہے نہ کوئی رہبر امن! کیونکہ رہبر امن بھی تلاش امن میں نقصِ امن پیدا کر دیتے ہیں۔"(8)

"ہم براہ راست تابکاری کی لپیٹ میں آرہے ہیں پیچیدہ جلدی امراض اور کینسر کی وباء عام ہوتی جارہی ہے۔ موسم بھی بے قابو ہو چکے ہیں موسموں کی بے اعتدالیوں کے جو اثرات

انسانی ذہن اور صحت پر پڑ سکتے ہیں انہیں عام آدمی قابل اعتنا نہیں سمجھتا مگر وہ اہل نظر کے لئے اظہر من الشمس ہیں "۔(9)

"نیوکلیئر کوڑے نے اس بستی کو اور اس کے بسنے والوں کو اُجاڑ کر رکھ دیا۔"(10)

"زراعت بھی آج مصنوعی کھاد اور دوسری کیمیاوی خطرناک ادویات سے مبرا نہیں ان ساری چیزوں نے ہماری غذا سے غذائیت خارج کر کے ہمارے لئے ضرر رساں کر دیا ہے" (11)

"روبن کی نسل کُشی پر یاد آیا۔ آج دنیا میں ہر طرف جمہوریت کا نعرہ گونج رہا ہے اور ہر ملک کی اپنی جمہوریت ہوتی ہے۔ میں سوچتی ہوں کہ مساوات اور جمہوریت کا سب سے پہلا مقصد تقسیم حقوق ہونا چاہیے۔ اس میں صرف انسان ہی کے نہیں حیوانوں کے حقوق بھی شامل ہونے چاہئیں۔ اب روبن کے مسئلہ کو ہی دیکھ لو"(12)

اب میں نے دیکھا کہ وہ کیا چیز تھی!۔۔۔۔ وہ ایک انسانی سر تھا۔۔۔ میں سوچنے لگی کہ کیا ایک انسانی عضو کا دوسرے انسان کے پاس یہی اور اتنا ہی احترام رہ گیا ہے؟(13)

6اگست کی صبح۔۔۔ کسی اطلاع یا کسی آہٹ کے بغیر دفعتاً آفتاب ٹوٹ کر ہیروشیما کے شہر پر گر پڑا۔۔۔۔ اور شہر کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔۔۔۔ اس قیامت کے گزرنے کے بیس سال بعد پیدا ہونے والے بچوں کی شکلوں اور ان کی ناقابلِ فہم بیماریوں کو سمجھنا ناممکن تھا۔(14)

جنگیں دراصل سیاسی مذہبی یا نظریات کے کسی اختلافی تنازعے کی بنا پر نہیں ہوتیں ۔۔۔ یہ خالصاً آدمی کی اپنی جبلتوں کی جنگ ہوتی ہے جنہیں دنیا سیاسی سمجھتی ہے۔(15)

" یہ گوشت کے سڑنے کی بُو ہے" گار نے کہا آ کہاں سے رہی ہے؟ میں نے پُوچھا ہر سمت سے"۔ شوشوئی نے جواب دیا"۔(16)

"آج ایک ناقابلِ فہم دیوانگی نے ہمیں آدبوچا ہے عذاب تو ہر قسم کا عذاب ہی ہوتا ہے۔ کیا یہ بھی ایک آسمانی عذاب ہے جس میں آج ساری دنیا گرفتار ہے۔"(17)

”ڈاکٹر گار اُداس ہو کر بولا: آدمی کہا جائے۔۔۔۔۔۔؟ تمہارے اس سوال کا شاید سائنس بھی موجودہ حالات میں تشفی بخش جواب نہ دے سکے۔۔۔ شہر صحرا حتیٰ کہ سمندر بھی مسموم ہو چکے ہیں سمندروں کی تہہ میں رہنے والی مخلوق بھی آج سلامتی میں نہیں ہے“(18)

”آج کے آدمی میں فقدان استعجاب کی کمی اچھی علامت نہیں ہے“(19)

”وکٹوریا عہد کی جکڑی ہوئی ثقافت و تہذیب نے انسانی جذبوں کو بہت دبا دیا اور پامال کیا۔ بلکہ بعض جبلتوں کو مدفون کرنے کی کوشش کی اس کی سزا اب ہم اس صدی میں بھگت رہے ہیں۔۔۔ قدرت نے آدمی کی سرشت حیوانیت اور انسانیت کو گوندھ کر بنائی ہے اور انسان کی انسانیت اس وقت تک نشو ونما نہیں پاسکتی تاوقتیکہ ہم اپنی حیوانیت کو بھی قبول نہیں کرتے۔“(20)

”ڈاکٹر گار کہنے لگا! روحیا۔۔۔۔۔۔ آج زمانہ نسل آدم کا دشمن ہو رہا ہے تم ہاتھی کے لئے رحم کی درخواست کر رہی ہو؟ اور پھر انسانوں سے؟“(21)

”زوناش پیاری! اطلاعاً عرض ہے: اب تک ہمیں امن نام کی کوئی چڑیا نہیں ملی جس کی تلاش میں سرگرداں تھی“(22)

”میں انسان اور اس کی بے پناہ طاقت کو بہ حیثیت ایک انسان اور ایک اہل قلم کے ہرگز سلام نہیں کروں گی“(23)

انسان کو درپیش مسائل اور انسان کے پیدا کردہ مسائل کی شدید اور اہمیت کو دنیا بھر کے ادبا و شعرا نے محسوس کیا اور ان کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے حصے کا کام بخوبی انجام دے رہے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تحریروں کو لوگوں تک پہنچا کر حساسیت پیدا کی جائے تاکہ مجموعی طور پر انسانی رویوں میں بدلاؤ لا کر اپنی دھرتی کو بچایا جا سکے اور آنے والی نسلوں کو ایک خوب صورت دھرتی کا تحفہ دیا جا سکے۔

حوالہ جات:

.1 Glot felty, Cheryll (1996) and Harold Formm (Eds) The Ecocriticism Reader: Landmarks in Literary Ecology Athens and London: University of Georgia pp 43.

.2 Estok, Simon (2005) “Shakespeare’s and Ecocriticism: An Analysis of Home and Power of King Lear pp 16-17.

* 1962 Rechel carson; environmental expose silent spring. Drawing from this critical moment. Rueckent's intent was to focus of the application of ecology and ecological concepts to the study of literature.

۳۔ حجاب امتیاز، دیباچہ ءدلِ(پاگل خانہ) سنگ میل پبلی کیشنز لاہور،1980، ص18

۴۔ سید سجاد حید ریلدرم مقدمہ "ناول ظالم محبت" سنگ میل پبلی کیشنز1990 ص8

۵۔ سلطانہ بخش ڈاکٹر، پاکستان اہل قلم خواتین، اکادمی ادبیات پاکستان، 2003، ص246

۶۔ حجاب امتیاز(1980) مصنف کا نوٹ مشمولہ پاگل خانہ، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ص6

** ٹرومین(دور صدارت 1953-1945) یہ نیا بم طاقت میں سب سے بڑا جو تاریخ میں پہلی دفعہ کسی جنگ میں استعمال کیا ہے(ناول پاگل خانہ ص272)

۷۔ حجاب امتیاز، پاگل خانہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور،1980، ص 38

۸۔ ایضاً، ص66	۹۔ ایضاً، ص69	۱۰۔ ایضاً، ص128	۱۱۔ ایضاً، ص167
۱۲۔ ایضاً، ص168	۱۳۔ ایضاً، ص226	۱۴۔ ایضاً، ص269	۱۵۔ ایضاً، ص278
۱۶۔ ایضاً، ص287	۱۷۔ ایضاً، ص17	۱۸۔ ایضاً، ص67	۱۹۔ ایضاً، ص128
۲۰ ایضاً، ص185	۲۱۔ ایضاً، ص277	۲۲۔ ایضاً، ص344	۲۳۔ ایضاً، ص337

☆☆☆☆☆